اداریہ

انقلاب آئے گا دوست ضرور آئے گا

انقلابی عمل کیا ہے؟

انقلابی عمل سے مراد وہ جستجو ہے جو رائج شدہ نظام اقتدار کی ترتیب نو پر منتج ہوتی ہے۔ انقلابی عمل طویل عرصہ تک جاری رہنے والی جدوجہد ہے۔ انقلاب ایک واقعہ ہے۔

نظام اقتدار کی ترتیب نو کی ضرورت اس وقت پڑتی ہے جب اقتداری نظام معاشرہ میں رائج شدہ اقدار کی صف بندی سے ہم آہنگ نہیں رہتا۔ ان حالات میں انقلابی اقتدار کی ترتیب نو کے لیے مزاحمت کرتے رہتے ہیں۔ جب انقلابی نظام اقتدار (یعنی ریاست) پر قابض ہو جائیں تو انقلابی واقعہ رونما ہوتا ہے۔

تاریخ اسلامی میں انقلاب ایک اجنبی تصور ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سامراج کے غلبہ سے قبل تقریباً بارہ سو سال تک اسلامی ریاست قائم رہی۔ اجتماعی نظاماتی فیصلے شرع مطہرہ کی بنیاد پر اور علوم اسلامیہ (بالخصوص فقہ اور کلام) کی روشنی میں کئے جاتے رہے۔ سلطان شرع مطہرہ کا تابع اور ان معنوں میں ظل اللہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ نظام اقتدار معاشرہ میں رائج شدہ اقدار، روایات اور ادارتی صف بندی سے ہم آہنگ رہے۔

سامراجی تغلب نے مسلم دنیا میں اسلامی ریاست کو معدوم کر دیا۔ علماء اور صوفیا کی جدوجہد کے نتیجہ میں اسلامی انفرادیت اور معاشرت تو بڑی حد تک محفوظ رہی لیکن اقتدار کی ترتیب نو خالصتاً سرمایہ دارانہ اور دہریانہ (سیکولر) خطوط پر مرتب ہو گئی۔ لہٰذا اقتداری نظام کی ترتیب نو آج مسلم دنیا میں ایک ناگزیر ضرورت کے طور پر موجود ہے۔

اسلامی انقلابی جدوجہد کی دور حاضر میں ناگزیریت کا احساس دو اماموں کو ہوا۔ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ ”ولایت فقیہ یا حکومت اسلامی“ میں اس بات پر اصرار کیا کہ اسلامی

اقتدار میں نظام کی عدم موجودگی میں یہ فقہا کی ذمہ داری ہے کہ ریاست اسلامی کے احیاء کی جدوجہد کریں اور اسلامی انقلابی عمل کو جاری رکھیں۔ برصغیر میں مولانا مودودی رحمۃ اللہ نے اپنی متعدد تحریروں میں اس بات پر زور دیا کہ غلبہ دین کی جدوجہد کیے بغیر اسلامی انفرادیت اور معاشرت محفوظ نہیں رہ سکتی۔ آپ کے دو کلیدی اجتہادات (اسلام ایک مکمل خود کفیل دین ہے اور مغرب جاہلیت خالصہ ہے) اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ دور حاضر میں اسلامی انقلابی جدوجہد کو جاری رکھے بغیر فریضہ اقامت دین کی ادائیگی ناممکن ہے۔

لہٰذا اسلامی انقلابی جدوجہد کے دو مقاصد ہیں:

۱. سرمایہ دارانہ سیکولر نظام اقتدار کی تسخیر

۲. نظام اقتدار کی اسلامی نصوص بنیادوں پر ترتیب نو

ان معنوں میں اسلامی انقلابی جدوجہد اپنی نوعیت میں ان کوششوں سے نوعی طور پر بالکل مختلف ہے جو سرمایہ دارانہ نظام اقتدار کی تسخیر کی جدوجہد نہیں کرتیں بلکہ صرف اس کے تغیر کے لیے کوشاں ہیں۔ مثلاً اشتراکیت، جو سرمایہ دارانہ اقدار (آزادی، ترقی اور مساوات) کو قبول کرتی ہے، اقتدار کی مفروضہ طبقاتی تبدیلی کی جدوجہد کرتی ہے لیکن سرمایہ کی حکمرانی کو چیلنج نہیں کرتی۔ اس کے برعکس اسلامی انقلابی سرمایہ دارانہ نظام کے انہدام کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ سرمایہ دارانہ نظام میں اندرونی، ہیئتی تبدیلی کی جستجو نہیں کر رہے۔

انقلابی جدوجہد لازماً ایک طویل المدتی جدوجہد ہوتی ہے۔ جیسا کہ امام مہدی بازرگان نے فرمایا "راہ انقلاب اسلامی راہ طویل است"۔ اسلامی انقلابی سرمایہ دارانہ نظام کے مکمل انہدام کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ سرمایہ داری ایک عالمگیر نظام ہے جو بارھویں صدی سے منزل بہ منزل آگے بڑھتا رہا ہے اور آج پورے عالم پہ چھایا ہوا ہے۔ اس نظام کا بیرون (یعنی وہ علاقہ جہاں سرمایہ کا تسلط مستحکم نہیں) مستقل سکڑ رہا ہے اور اسلامی انقلابی جدوجہد سرمایہ دارانہ تغلب کے تناظر میں ہی نظاماتی تضادات کو مہمیز دینے کی جدوجہد ہے۔ سرمایہ دارانہ نظاماتی تضادات ہمہ جہت ہیں۔ ان کا نظریاتی اعتقاداتی اظہار بھی ہے اور معاشرتی، ریاستی اور ثقافتی

اظہار بھی ہے۔ لہٰذا اسلامی انقلابی جدوجہد نظریاتی / اعتقاداتی معاشرتی اور ریاستی ہر سطح پر جاری رکھی جانی چاہیے۔

اور اس میں فکر و عقائد، معاشرہ اور ریاست کو متاثر کرنے کی استعداد بڑھتی رہنی چاہیے۔ یہ رسالہ اس ہی استعداد کو بڑھانے کی ایک کوشش ہے۔

پاکستان میں اسلامی انقلابی جدوجہد

پاکستان میں اسلامی انقلابی جدوجہد تعطل کا شکار ہے۔ یہاں اسلامی انقلابی جدوجہد کی معاشرتی بنیاد تو موجود ہے لیکن اس معاشرتی بنیاد کو انقلابی عمل کی ترویج کے لیے کوئی کوشش نہیں کی جارہی۔

انقلابی اسلامی جدوجہد کی معاشرتی بنیاد وہ افراد فراہم کرتے ہیں جو اپنی ذاتی زندگی میں مطالبات و احکام شرع کے پابند ہوں۔ ان افراد کو ہم مخلصین دین کہتے ہیں اور ایک محتاط اندازے کے مطابق ۲۰۲۴ء میں ان کی تعداد پاکستان کی مجموعی آبادی کی ۹ء۱۰ فیصد ہے۔ یعنی تقریباً دو کروڑ افراد اتباع شرع مطہرہ کو اپنی ذاتی زندگی میں مقدم رکھتے ہیں۔

پچھلے تقریباً ۱۳۰۰ سال سے علمائے کرام اور صوفیائے عظام نے وسیع پیمانے پر دعوت اور تبلیغ کا کام جاری رکھا ہے۔ تقریباً گیارہ سو سال تک اس دعوتی عمل کو پشت پناہی فراہم کرنے کے لئے اسلامی ریاستیں قائم رہیں۔ جب انیسویں صدی میں اسلامی ریاست کا سقوط عمل میں آیا اور اسلامی عمل ریاستی قوت سے محروم کر دیا گیا تو علمائے کرام اور صوفیائے عظام نے ایک ایسی تزویراتی حکمت عملی مرتب فرمائی جس کے نتیجہ میں اسلامی علوم اور اسلامی معاشرت بڑی حد تک محفوظ رہی۔

قیام پاکستان کے بعد سے دعوت و تبلیغ کا یہ کام الحمدللہ پھیلتا جارہا ہے اور جیسے جیسے یہ کام پھیلتا جارہا ہے ویسے ویسے مخلصین دین کی تعداد میں اضافہ ہوتا جارہا ہے اور اسلامی انقلابی جدوجہد کی معاشرتی بنیادیں وسیع ہوتی جارہی ہیں۔

لیکن اسلامی علما کی قیادت نے ریاستی اقتدار سے محرومی کو ناگزیر اور ابدی تصور کر لیا۔ اس کے

نتیجہ میں مخلصین دین کی بہت بڑی تعداد نظم اجتماعی کے تہذیبی عمل سے لاتعلق ہوگئی۔ اس نے اپنے اسلامی تشخص کا اظہار اپنی نجی زندگی تک محدود کرلیا اور اپنی ریاستی بے بسی اور نظاماتی لاچارگی کو قبول کرلیا اور دہریہ ریاستی نظام سے مصالحت کرلی۔ قوم پرستی، جمہوریت اور سرمایہ دارانہ عہود کی اسلام کاری رائج ہوگئی (جس کی بدترین شکل اسلامی بینکنگ ہے) اور اسلامی ریاستی عمل دستوری جکڑ بندیوں میں گرفتار ہوکر تحکم قانون سرمایہ کا مذہبی جواز فراہم کرنے لگا۔

مخلصین دین کی عظیم اکثریت کے لیے اسلامی انقلابی جدوجہد کا تصور بالکل اجنبی ہوگیا ہے۔ علمائے کرام نے مولانا مودودی پر "سیاسی اسلام" ایجاد کرنے کا الزام لگایا اور مولانا مودودی کی اپنی جماعت، جماعت اسلامی بھی دستوریت کی دلدل میں پھنس کر عملاً اسلامی انقلابی عمل سے تائب ہوگئی۔

واعظِ قوم کی وہ پختہ خیالی نہ رہی
برق طبعی نہ رہی، شُعلہ مقالی نہ رہی
رہ گئی رسمِ اذاں، رُوحِ بِلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا، تلقینِ غزالی نہ رہی

جماعت اسلامی اصولاً ایک اسلامی انقلابی جماعت ہے۔ وہ اسلام کو ایک مکمل خودکفیل نظام زندگی تصور کرتی ہے۔ لیکن جس نظام زندگی یعنی سرمایہ داری نے غلبہ دین کو ناممکن بنادیا ہے اس سے مصالحت پر آمادہ ہے۔ اس نے عملاً مولانا مودودی کے اجتہاد "مغرب جاہلیت خالصہ ہے" سے رجوع کرلیا ہے۔ وہ جمہوری نظام اقتدار میں اپنے لیے گنجائش پیدا کرنے کی جستجو کر رہی ہے۔ اسلامی انقلاب کا تصور اور تذکرہ اس کے بیان سے بالکل غائب ہوگیا ہے۔ اس نے مسلم قوم پرست اور سوشل ڈیموکریٹ نظریات کو اپنا لیا ہے۔ وہ تیزی سے ایک سوشل ویلفیئر ادارہ بنتی جارہی ہے۔ لیکن اسلامی انقلابی احساس اب بھی جماعت اسلامی کے ایک عام کارکن کے دل میں موجود ہے۔ اس رسالہ کی مجلس ادارت میں شامل بیش تر افراد جماعت

اسلامی سے وابستہ ہیں اور یہ رسالہ مولانا مودودی کے تین بنیادی اجتہادات:

۱. سرمایہ دارانہ نظاماتی غلبہ کے دور میں اسلامی ریاستی عمل کی فرضیت اور تقدیم کی ضرورت

۲. اسلام ایک مکمل خود کفیل نظام زندگی اور طرزِ حیات ہے۔

۳. مغرب یعنی سرمایہ داری جاہلیت خالصہ ہے۔

کی تشہیر و تفہیم اور تدوین کی غرض سے نکالا جارہا ہے۔

رسالہ کے مضامین

رسالہ کا بنیادی تخاطب مدارس سے وابستہ علمائے کرام اور طلبہ سے ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ مخلصین دین کے یہ قائد دور حاضر میں ریاستی غلبہ کی ضرورت اور اسلامی انقلابی عمل کی ناگزیریت کا مقدمہ مرتب کریں اور یہ مقدمہ علما اور طلبہ مدارس کے سامنے تشریح اور تنقید کے لیے پیش کریں تاکہ مخلصین دین کو اسلامی اقتدار کے قیام کے لیے نظم اجتماعی میں منظم کیا جاسکے اور اسلامی انقلابی جدوجہد کی عوامی و اجتماعی بنیاد وسعت اختیار کر سکے۔ اسی سلسلہ کے مضامین میں اسلامی انقلابی عمل کی توجیہ بھی پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی اور عالمی سرمایہ دارانہ نظام کے نظریاتی ریاستی اور معاشرتی تضادات کی نشان دہی بھی کی جائے گی۔ ہم خصوصی طور پر سامراجی حکمت عملی پر توجہ مرکوز کریں گے تاکہ مسلم دنیا پر سرمایہ دارانہ تغلب کی نوعیت کو واضح کر سکیں۔

اس کے علاوہ ہم ان بھائیوں سے بھی مخاطب ہونے کی کوشش کریں گے جو اصولاً اسلامی انقلابی جدوجہد کے قائل ہیں۔ ہمارا گمان ہے کہ ان میں اکثریت جماعت اسلامی (اور شاید تنظیم اسلامی اور تحریک اسلامی) کے موجودہ اور سابق متاثرین کی ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ ان کے سامنے پاکستان میں اسلامی عمل جاری رکھنے کی ایک تزویراتی حکمت عملی پیش کریں۔ ہم ان جماعتوں میں ان بھائیوں سے بھی مخاطب ہوں گے جو اب ملک میں انقلابی اسلامی کے قیام کے عمل کو ناممکن سمجھتے ہیں اور جو ان جماعتوں کو سرمایہ دارانہ سماجی خدمت

گزارا جتھے بنانے پر اکتفا کیے ہوئے ہیں۔

تمام مخاطبین سے گزارش ہے کہ اس رسالہ میں جو مواد پیش کیا جا رہا ہے اس کو حرف آخر نہ سمجھیں بلکہ محنت کی ابتدا تصور کریں اور اس مواد کا بھرپور نقد اور اصلاح پیش کرنے سے گریز نہ کریں۔ ہم قارئین کی آراء کی وصول یابی کا خیر مقدم کریں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری اس کوشش کو دوام بخشے اور ملک میں اسلامی انقلابی جد وجہد کو مستحکم کرنے کا ذریعہ بنائے۔

وقال اركبوا فيها بسم الله مجراها ومرساها إن ربي لغفور رحيم (هود ۴۲)

اور (نوح نے) فرمایا: اس میں سوار ہو جاؤ۔ اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا اللہ ہی کے نام پر ہے۔ بے شک میرا رب ضرور بخشنے والا مہربان ہے۔

قال ابن كثير الدمشقي رضى الله عنه: أي: بسم الله يكون جريها على وجه الماء، وبسم الله يكون منتهى سيرها، وهو رسوه

می شود پردۂ چشم پر کاہے گاہے
دیدہ ام ہر دو جہاں را بنگاہے گاہے
وادیٔ عشق بسے دور و دراز است ولے
طے شود جادۂ صد سالہ بہ آہے گاہے
در طلب کوش و مدہ دامن امید ز دست
دولتے ہست کہ یابی سر راہے گاہے

اقبال رحمۃ اللہ علیہ